Regd No. L 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

تار کا پتہ الفضل لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷

روزنامہ الفضل لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ؍
سہ ماہی ۷ ؍
ماہوار ۲/۸ ؍

یوم پنجشنبہ

۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۷۲ھ — فی پرچہ ۱ر

جلد ۴۲/۴۱ | ۱۲ تبلیغ ۱۳۳۲ ہش | ۱۲ فروری سنہ ۱۹۵۳ء | نمبر ۳۷

اخبار احمدیہ

ربوہ (بذریعہ ڈاک) ۹ فروری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو نزلہ۔ کھانسی اور بخار ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

— لاہور ۱۱ فروری۔ بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کا آج اپریشن ہوگیا ہے۔ خدا کے فضل سے اپریشن کامیاب ہوا ہے اور بلڈ ٹرانسفیوژن اور گلوکوز ٹیوب کے ذریعہ دیا جانا شروع کر دیا گیا ہے۔ بظاہر حالت تسلی بخش ہے گو کمزوری بہت ہے۔ احباب صحت کاملہ کیلئے دعا جاری رکھیں۔

— لاہور ۱۱ فروری۔ مکرم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ!

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین ضرورت کے وقت مبعوث فرمائے گئے

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کی حقانیت پر اس دلیل سے نہایت اجلیٰ و اعلیٰ ثبوت پیدا ہوتا ہے کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے وقت میں دنیا میں بھیجے گئے کہ جب دنیا زبان حال سے ایک عظیم الشان مصلح کو مانگ رہی تھی اور پھر نہ مرے اور نہ مارے گئے جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کر دیا۔ جب نبوت کے ساتھ ظہور فرما ہوئے تو آتے ہی اپنی ضرورت دنیا پر ثابت کر دی اور ہر یک قوم کو ان کے شرک اور ناراستی اور مفسدانہ حرکات پر ملزم کیا۔"

(نور القرآن حصہ اول)

چین کی بحری ناکہ بندی سے کوریا کی جنگ پھیل جانے کا اندیشہ ہے

خوراک کا مسئلہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔ وزیر اعظم پاکستان الحاج خواجہ ناظم الدین کا بیان

کراچی ۱۱ فروری۔ وزیر اعظم پاکستان الحاج خواجہ ناظم الدین نے کہا ہے کہ اگر اقوام متحدہ نے چین کی بحری ناکہ بندی کر دی تو ممکن ہے کہ اس سے کوریا کی جنگ پھیل جائے۔ آپ نے آج یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کے نمائندے سے ایک ملاقات میں اس اندیشہ کا اظہار کیا کہ ناکہ بندی کا اثر امریکہ کے ان دوستوں پر پڑے گا جو چین سے تجارت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ پاکستان کے لئے یہ ایک سنگین مسئلہ ہے کیونکہ وہ چین کے ہاتھ اپنی روئی فروخت کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ چین میں پاکستان کے سفیر کو فوراً پیکنگ واپس بھیجا جا رہا ہے تاکہ وہ تازہ حالات سے مجھے باخبر رکھیں۔ آپ نے کہا کہ کوریا کی جنگ میں اقوام متحدہ کی امداد کے لئے پاکستانی فوج بھیجنے کی کوئی فوری تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ آپ نے اس سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا کہ آیا پاکستان کو مشرق وسطیٰ کے مجوزہ دفاعی ادارے میں شرکت کرنے کی دعوت دی گئی ہے؟

پاکستان اور ہندوستان کے باہمی جھگڑوں کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ ناظم الدین نے کہا کہ دونوں ممالک کی کشیدگی بڑھ رہی ہے۔ اس کا بڑا سبب کشمیر اور نہری پانی کے جھگڑے ہیں۔ آپ نے کہا اگر مجوزہ ایجنڈا طے ہوگیا تو میں وزیر اعظم ہندوستان پنڈت نہرو سے متنازعہ فیہ مسائل پر بات چیت کرنے کے لئے ملاقات کروں گا۔ اس ملاقات کے امکان کے متعلق پنڈت نہرو سے میری خط و کتابت ہو رہی ہے۔

کشمیر کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا میں جنیوا میں ہونے والی بات چیت کے نتیجہ کا انتظار کر رہا ہوں لیکن مجھے امید نہیں کہ اس کانفرنس میں بھی یہ جھگڑا طے ہو سکے گا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ پاکستان کا دس بار سے یہی نظریہ بالکل واضح ہے وہ اس جھگڑے کو دوستانہ طریقہ پر طے کرنا چاہتا ہے۔ اس کے نزدیک آزادانہ و غیر جانبدارانہ استصواب رائے ہی اس مسئلہ کا واحد حل ہے۔ لیکن پاکستان اور کئی غیر جانبدار اداروں نے اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے جتنی تجاویز پیش کیں ہندوستان نے ان سب کو ٹھکرا دیا۔

نہری پانی کے مسئلہ کے متعلق آپ نے بتایا کہ نہروں میں کم پانی آنے کی وجہ سے ملک کو خوراک کی دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ہندوستان کو نہروں کے پانی سے جتنا حصہ ملنا چاہیئے وہ اس سے بہت زیادہ پانی حاصل کر رہا ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر اس صورت حال کی اصلاح نہ ہوئی تو پاکستان کا وسیع و عریض علاقہ ریگستان میں تبدیل ہو جائے گا۔

وزیر اعظم نے بتلایا کہ بارش کم ہونے سے حالات اور بھی خراب ہو گئے ہیں۔ اس وقت خوراک کا مسئلہ پاکستان کے لئے سب سے بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ خوراک کی قلت کے پیش نظر حکومت پاکستان نے امریکہ سے پندرہ لاکھ ٹن گندم قرض مانگی ہے ہمیں اس غلہ کی فوراً ضرورت ہے اور اگر یہ نہ ملا تو ملک میں شدید قحط پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

مسئلہ سوڈان پر مصر و برطانیہ کی بات چیت

قاہرہ ۱۱ فروری۔ آج قاہرہ میں سوڈان کے مسئلہ پر مصری و برطانوی نمائندوں کی پھر بات چیت ہوئی۔ مصری وفد کی رہنمائی وزیر اعظم جنرل نجیب کر رہے ہیں برطانوی وفد کی رہنمائی مصر میں برطانیہ کے سفیر سر رالف سٹیونسن کر رہے ہیں۔ ادھر مسئلہ سوڈان پر جنرل نجیب کے مشیر اعلیٰ میجر صالح سالم نے کہا ہے کہ سوڈان کے بارے میں مصر کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

قربان علی خاں کوئٹہ روانہ ہو گئے

لاہور ۱۱ فروری۔ بلوچستان میں گورنر جنرل کے نامزد ایجنٹ خان قربان علی خاں آج صبح لاہور سے کوئٹہ روانہ ہو گئے۔

گورنر جنرل ڈھاکہ سے روانہ ہو گئے

ڈھاکہ ۱۱ فروری۔ گورنر جنرل مسٹر غلام محمد پاکستان کے تمام صوبوں کے وزراء کے ساتھ ایک سٹیم لانچ میں سوار ہو کر ڈھاکہ سے روانہ ہو گئے۔ اسی لانچ میں گورنروں کی کانفرنس ہو رہی ہے۔

مصر کے فوجی وفد نے پاکستانی بحری بیڑے کے ساحلی تربیتی مرکزوں کا معائنہ کیا

کراچی ۱۱ فروری۔ مصر کا جو فوجی وفد پاکستان آیا ہوا ہے اس نے آج پاکستانی بحری بیڑے کے ساحلی تربیتی مرکز دیکھے۔ وفد کے ممبران پہلے تربیتی جہاز "ہمالیہ" پہنچے۔ وہاں انہوں نے زیر تربیت افسروں سے ملاقات کی۔ جہاز کے افسروں اور جوانوں کی سلامی لی۔ وہاں ان کو تربیت کے مختلف شعبے دکھائے گئے اور بتایا گیا کہ بحریہ کے مختلف شعبوں میں کس طرح تربیت دی جاتی ہے۔ وفد کے اراکین بحریہ کے ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر "کارساز" میں بھی گئے۔

— تل ابیب ۱۱ فروری۔ روس کے سفیر متعینہ تل ابیب نے روسی سفارت خانہ میں بم پھٹنے پر حکومت اسرائیل سے سخت احتجاج کیا ہے۔ احتجاج میں کہا گیا ہے کہ اس واقعہ کی ذمہ داری حکومت اسرائیل کے سر پر ہے۔

مسٹر آئینگر کی وفات پر چودھری محمد ظفر اللہ خاں کا اظہار تعزیت

جنیوا ۱۱ فروری۔ چودھری محمد ظفر اللہ خاں کل سر گرجا شنکر باجپائی سے ملے اور ہندوستان کے وزیر دفاع مسٹر آئینگر کی وفات پر اپنی اور پاکستانی وفد کی طرف سے اظہار تعزیت کیا۔ مسٹر آئینگر کی وفات کل صبح تین بجے مدراس میں ہوئی۔ وہ ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ سے صاحب فراش تھے اور پرسوں شام سے بے ہوش ہو چکے تھے۔

مسٹر آئینگر کی نعش کو کل تیسرے پہر پورے فوجی اعزاز کے ساتھ مدراس میں سپرد آتش کر دیا گیا۔ یاد رہے کہ مسٹر آئینگر مسئلہ کشمیر پر مہارت کے ماہرین میں سے تھے اور انہوں نے حفاظتی کونسل میں مسئلہ کشمیر پر ہندوستانی وفد کی رہنمائی کی تھی۔

پنجاب میں شجر کاری کی مہم

لاہور ۱۱ فروری۔ پنجاب کے محکمہ جنگلات نے اس سال موسم بہار میں صوبہ بھر میں درخت لگانے کی مہم جاری کرنے کا پروگرام تیار کیا ہے۔ یہ مہم اس مہینے کے وسط سے لے کر مارچ کے اختتام تک جاری رہے گی۔ صوبہ کے جنگلات کے ذخیروں سے تیس لاکھ پودے فراہم کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ ایک سو پودے مفت دیئے جائیں گے۔ اس سے زائد پودوں کیلئے ایک پیسہ فی پودہ کی شرح سے قیمت وصول کی جائے گی۔

بلوچستان میں درخت لگانے کا ہفتہ

کوئٹہ ۱۱ فروری۔ آج بلوچستان میں درخت لگانے کا ہفتہ شروع کیا گیا۔ اندازہ ہے کہ اس ہفتے صوبہ بھر میں تین لاکھ درخت لگائے جائیں گے۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

آئندہ آنیوالی نسلوں کیلئے سابقون الاولون کے نام بطور یادگار محفوظ کرلئے جائینگے

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۳ جنوری ۱۹۵۳ء کے خطبہ میں جو ۳ فروری ۱۹۵۳ء کے اخبار الفضل میں شائع ہو چکا ہے فرماتے ہیں۔ سابقون الاولون کی وہ جماعت جو ۱۹۳۴ء سے اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے لئے مدد دیتی آرہی ہے۔ ان کے نام اور ان کی انیس سالہ دی ہوئی رقم آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے بطور یادگار محفوظ کر لی جائے۔ چنانچہ اس بارہ میں حضور فرماتے ہیں:۔

(۱) میرا ارادہ ہے کہ انیس ۱۹ سال کے پورا ہونے پر جن لوگوں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے (اگرچہ یہ چندہ جاری رہیگا۔ لیکن جن لوگوں نے اس وقت تک اس تحریک میں حصہ لیا ہے) ان کے نام ریکارڈ میں محفوظ کر لئے جائیں۔"

(۲) "میرا ارادہ ہے۔ کہ اس سال کے اختتام پر ایک رسالہ شائع کیا جائے۔ اور ان میں ان سب لوگوں کے نام لکھے جائیں۔ جنہوں نے اشاعت اسلام میں انیس ۱۹ سال تک مدد دی اور پھر وہ رقم بتائی جائے۔ جو انہوں نے اس تحریک کے ماتحت اشاعت اسلام کیلئے دی اس طرح آئندہ بھی مختلف اوقات پر مختلف طریقے استعمال کئے جائیں گے۔ جن سے ان لوگوں کے نام بطور یادگار محفوظ کر لئے جائینگے۔ تا بعد میں آنے والے ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اور ہم آئندہ آنے والوں کے سامنے ان لوگوں کی مثال پیش کر سکیں۔"

(۳) "اب یہ انیس ۱۹ سالہ دور ختم ہونے والا ہے۔ یہ غیر معمولی دور ہے۔ اگرچہ ہم بعد میں بھی چندے دینگے۔ لیکن یہاں وہ دور ختم ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم سابقون الاولون اور دفتر اول والے کہلاتے تھے۔ یہاں ایک مرحلہ ختم ہو جاتا ہے۔"

(۴) "اس لئے میری تجویز ہے۔ کہ انیس سال کے خاتمہ پر ان لوگوں کی قربانیوں کا ریکارڈ رکھنے کیلئے ایک رسالہ شائع کر دیا جائے۔ تا لوگوں کیلئے ان کی ایک مثال قائم ہو جائے۔"

(۵) حضور کے یہ ارشادات پیش کرتے ہوئے سابقون الاولون سے جو دفتر اول کے جہاد کبیر میں حصہ لیتے آرہے ہیں۔ یہ گزارش ہے۔ کہ آپ یہ پڑھکر اپنا محاسبہ کریں۔ کہ کیا آپ نے سال انیس ۱۹ کا وعدہ حضور میں پیش کر کے منظوری کی اطلاع دفتر وکیل المال سے حاصل کر لی ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو اسکی ادائیگی آپ جہاں تک جلد کرینگے زیادہ اچھا ہے۔ اور آپ کا اس سال کا چندہ ادا ہونے پر آپ کا نام انیس سالہ فہرست میں درج کر لیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۶) اگر آپ نے وعدہ نہیں کیا۔ تو آپ فوراً اپنا وعدہ لکھ کر حضور کی خدمت میں ارسال کریں

(۷) اگر آپ کے کچھ گذشتہ سال خالی یا ان کا بقایا ہے۔ تو انیسویں سال کے وعدہ کے ساتھ ان کا وعدہ بھی لکھکر ارسال فرمائیں۔ مگر یہ خوب یاد رہے کہ تاریخی یادگار فہرست میں نام اس سال کے خاتمہ پر آپ کے انیس سال پورے ادا ہونے پر آئے گا۔ اس لئے آپ پوری توجہ سے اپنا انیس سالہ حساب مکمل کریں۔

(۸) آپ بھول نہ جائیں۔ آپ نے وعدہ انیسویں سال کا اگر نہیں کیا۔ تو اس کے پڑھتے ہی لکھ کر حضور میں ارسال کر دیں۔

(وکیل المال تحریک جدید)

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت ۱۹۵۳ء

مورخہ ۳-۴-۵ اپریل کو بمقام ربوہ منعقد ہوگی

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی چونتیسویں مجلس مشاورت کا اجلاس ۳ تا ۵ شہادت ۱۳۳۲ھش مطابق ۳ تا ۵ اپریل ۱۹۵۳ء جمعہ۔ ہفتہ اور اتوار بمقام ربوہ ہوگا۔

جملہ جماعت ہائے احمدیہ اپنے نمائندگان کا انتخاب کر کے اطلاع دیں۔ (سیکرٹری مجلس مشاورت)

احراریوں کو کھلا چیلنج

اور

پانچ سو ۵۰۰ روپیہ انعام

احراری "امیر شریعت" ابھی تک یہ پروپاگنڈا کر رہے ہیں۔ کہ ہمارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گذشتہ سال یہ فرمایا تھا کہ

"۱۹۵۲ء ختم نہ ہونے پائے۔ کہ تم ملک میں ایسے حالات پیدا کر دو۔ کہ دشمن احمدیت کی آغوش میں آجائے۔"

حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے ہرگز کوئی ایسا ارشاد نہیں فرمایا۔ اور احراری لیڈر الفضل (۱۶ جنوری ۱۹۵۲ء) کا جو حوالہ عوام کو مشتعل کرنے کی غرض سے پیش کرتے رہے ہیں وہ حضرت اقدس کا بیان نہیں۔ بلکہ مہتمم تبلیغ خدام الاحمدیہ کا ایک عام تبلیغی ہمرکرے۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ حضور نے پاکستان سے قبل سورہ فجر کی جو تفسیر لکھی ہے۔ اس میں آپ نے ۱۹۵۲ء کی اہمیت کا ضرور ذکر فرمایا ہے لیکن وہاں بھی احراری الفاظ کا نام و نشان نہیں۔ چنانچہ حضور واللیل اذا یسر کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس آیت میں ایک اور صدی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو دس تاریک راتوں کے بعد کی ہے۔ اب اگر ۱۸۹۰ء کو فجر لے لو۔ تو یہ صدی ۱۹۹۰ء تک چلتی ہے۔ اور اگر ہجری سال لے لو تو یہ صدی ۱۳۷۱ھ میں ختم ہوتی ہے × ممکن ہے کہ جانے والی ایک رات کا ظہور ۶۲ سال بعد ہو۔ یعنی ۱۹۵۲ء میں ایک ظہور ۶۲ سال بعد ہو۔ یعنی ۱۹۸۱ء میں ایک ظہور چھیالیس سال بعد ہو یعنی ۱۹۹۰ء میں × اس عرصہ میں یقیناً دوبارہ اللہ تعالیٰ کے کسی جلوہ کے ساتھ یوم الفرقان ظاہر ہوگا۔ اور کسی خاص نشان کے ذریعہ احمدیت کو تقویت حاصل ہوگی۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم جز چہارم ص ۵۲۸ و ص ۵۲۹)

کوئی شخص بتائے۔ کہ مندرجہ بالا عبارت میں دشمنان احمدیت کو ۱۹۵۲ء میں مغلوب کرنے کا کہاں ذکر ہے؟ اور ان حقائق کے پیش نظر احراریوں کا موجودہ پروپیگنڈا صریحاً دھوکہ اور فریب نہیں تو اور کیا ہے؟

ہم احراری امیر شریعت اور ان کے تمام حواریوں کو کھلا چیلنج کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف منسوب کردہ حوالہ پیش کر دکھائیں۔ تو ہم انہیں پانچسو روپیہ بطور انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔

کیا احراری اس چیلنج کو منظور کر کے اپنی صدق دلی اور راستبازی کا ثبوت دینگے یا کذب و افترا کے دریا بہانے میں ہی مصروف رہیں گے؟

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۵۳ء

ایک قرآنی اصول

ہم نے کل الفضل میں جناب خواجہ عباد اللہ صاحب اختر کے اعتراضات کا جو آپ نے احمدیت پر فرمائے ہیں۔ اور جو روزنامہ زمیندار مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۵۳ء میں شائع ہوئے ہیں اجمالی جائزہ لیا تھا ہم نے خواجہ صاحب سے عرض کیا تھا۔ کہ آپ قرآن سنت اور آثار صحابہ کرام کے مطابق کوئی معیار متعین کریں اور پھر ان معیاروں پر احمدیت کو تولیں پرکھیں۔ مخاصمت برائے مخاصمت، دیانتدارانہ طریق کار نہیں ہے۔ اور نہ ایسا کرنا آپ جیسے سنجیدہ اور صاحب فکر انسان کے لئے زیبا ہے۔ یہ مولوی ظفر علیخان اور ہیچ قسم مولویوں مودودیوں اور احراریوں کے لئے وقف رہنے دیں۔ ہمیں توقع ہے کہ آپ اسے صحیح سمجھیں گے۔

دوسری بات جو اس ضمن میں ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ احمدیہ لٹریچر کا براہ راست مطالعہ کیا جائے محض معاندین کا لٹریچر پڑھ کر فیصلہ کرنا سخت خطرناک ہے یہ تو ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے کئی بار عرض کیا ہے۔ قرآن کریم کے سمجھنے کے لئے ہم پنڈت دیانند صاحب کی ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب سے شروع کریں۔ یا عیسائی پادریوں اور مستشرقین کے لٹریچر سے اسلام کے متعلق علم حاصل کرنا چاہیں دقت یہ ہے کہ معاندین احمدیت عوام کے سر پر کفر و ارتداد کا ڈنڈا لے کر کھڑے ہیں۔ اور انہیں احمدیہ لٹریچر مطالعہ کرنے سے باز رکھتے ہیں۔ ورنہ یقین ہے کہ احمدیت کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں جن میں صرف عوام مبتلا نہیں بلکہ جن کا خواص اور لکھے پڑھے لوگ بھی شکار ہیں۔ ایک حد تک ضرور دور ہو جائیں۔

اب دیکھئے "التبلیغ" نے خود جناب خواجہ صاحب کے بقول صرف اتنا ہی کہا ہے کہ "احمدیوں کی اشاعت اسلام کو مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی ظفر علی خان نے بھی سراہا ہے۔ اور یہی حضرات حضرت بانی جماعت احمدیہ کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ اس لئے بعد میں ان کی مخالفت صحیح نہیں" اب یہ ایک ایسی اصولی بات ہے۔ جس کو خود قرآن کریم نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں بھی پیش کیا ہے۔ التبلیغ نے اپنی طرف سے نہیں گھڑی۔ چنانچہ قرآن کریم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فرماتا ہے۔

قل لو شاء اللہ ما تلوتہ
علیکم ولا ادراکم بہ فقد
لبثت فیکم عمراً من قبلہ
افلا تعقلون۔ (یونس ۱۷)

یعنی اے مخاطب ان سے کہو کہ اگر اللہ تعالے کی مرضی نہ ہوتی۔ اور میں اسکو تمہیں پڑھ کر نہ سناتا اور نہ اللہ تعالے تم کو اس پر آگاہ کرتا۔ پس میں اس سے پہلے ایک عمر تم میں رہتا رہا ہوں۔ کیا تم پھر بھی عقل نہیں کرتے۔

خواجہ صاحب بتائیں۔ اگر التبلیغ نے قرآن کریم کے اس اصول کے مطابق مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی ظفر علی خاں صاحب کی بعد کی باتوں کو غلط کہا ہے۔ تو اس نے کونسی غلطی کی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہم ایک ہی طرح کی دو باتوں میں سے ایک کو تو ایک معیار سے جانچیں۔ اور دوسری کو دوسرے معیار سے۔ یہ تو وہی بات ہوگی کہ ہم لینے کے لئے تو اور بٹے استعمال کریں۔ اور دینے کے لئے اور۔

التبلیغ نے احمدیوں کی اشاعت اسلام کا ذکر کیا ہے۔ ان دونوں حضرات میں سے مولوی ظفر علی خان کی بات تو جانے دیجئے ان کی سیمابی زندگی سے آپ اچھی طرح واقف ہیں وہ کبھی تو برطانیہ کو مسلمانوں کا معبود بنا دیتے ہیں۔ اور جو مسلمان اس کی اطاعت نہ کرے۔ اس کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ اور کبھی اسی برطانیہ کو گالیاں دینے لگتے ہیں۔ اور خدا جانے کیا کچھ کہنے لگتے ہیں۔ اگر ایسا شخص احمدیت کی مخالفت کرے۔ تو اس کی بات کو کیا وقعت دی جا سکتی ہے۔ اور التبلیغ اگر یہ بات کہے تو اس میں کیا غلطی ہے۔ خاصکر جبکہ مولانا موصوف احمدیت اور بانی احمدیت کی تعریف میں کئی بار رطب اللسان بھی ہو چکے ہوں۔

رہے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تو آپ وہ بزرگ ہیں۔ جنہوں نے قبل از دعوےٰ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعریف میں قصیدے لکھے۔ اور آپ کی تصنیف براہین احمدیہ کی تعریف میں یہاں تک لکھا۔ کہ تیرہ سو سال کے عرصہ میں مسلمانوں میں ایسی جید کتاب اسلام کی تائید میں نہیں لکھی گئی۔ پھر جب آپ نے دعوےٰ کیا۔ تو آپ حضرت ہی سارے ہندوستان میں پھر پھر کر علمائے اسلام سے آپ کے خلاف کفر و ارتداد کے فتوے حاصل کرتے ہیں۔ اور ایسی مخالفت کرتے ہیں۔ کہ کسی معاند نے کسی کی کیا کی ہوگی۔ کجا یہ کہ آپ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دفاع میں معترضین کو مفصل جواب لکھتے ہیں۔ اور کجا یہ کہ بعد میں انہی باتوں کی بنیاد پر جن کا وہ خود پہلے دفاع کر چکے ہیں۔ آپ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ اور یہاں تک بڑا بول بولتے ہیں۔ کہ "میں نے ہی اس شخص کو اٹھایا تھا اب میں ہی اسکو گراؤں گا۔" اللہ اللہ آپ اس ضمن میں مولوی صاحب موصوف کی سوانح حیات کا مطالعہ کیجئے۔ تو آپ کو اللہ تعالے کی قدرت کا ایک عظیم الشان نشان نظر آئے گا۔ آپ کو اپنی زندگی ہی میں اپنی شکست فاش کا اقرار کرنا پڑا۔ پہلے جس شخص کو بقول خود آپ نے اٹھایا تھا۔ اس کو گرانے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملانے کے بعد ایسی ناکامی ہوئی۔ کہ کجا یہ کہ آپ نے آپ پر سب سے پہلے کفر و ارتداد کا فتوےٰ لگایا۔ اور کجا یہ کہ گوجرانوالہ کے ایک مقدمہ میں بیان دے ڈالا۔ کہ احمدی بھی مسلمان ہیں۔ اور اپنے آوارہ لڑکے تک کو قادیان تعلیم و تادیب کے لئے خود بھیجا۔

خواجہ صاحب "التبلیغ" نے تو اختصاراً صرف دو ہی ایسے آدمیوں کا نام لیا ہے۔ اگر آپ اس مسئلہ پر زیادہ غور کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں تو ہم آپ کے سامنے سینکڑوں ایسی مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ کہ جنہوں نے دعوےٰ سے پہلے مسیح موعود علیہ السلام کی پاکباز زندگی کی شہادت دی۔ مگر بعد میں سخت معاند بنکر انہی خوبیوں کا انکار کیا۔ جن کا پہلے خود ہی اعتراف کر چکے تھے۔

سوچنے کی بات ہے کہ اگر قرآن کریم کے مندرجہ بالا مسلمہ اصول کے مطابق "التبلیغ" مولوی محمد حسین اور مولوی ظفر علی خان کی مثال پیش کرتا ہے۔ تو وہ کس لئے گردن زدنی اور کشتنی ہے۔

(باقی)

ایماندارانہ بربریت

ہم نے کئی بار مودودیوں کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ کہ نہ آپ سیاست کو سمجھتے ہیں نہ دین کو اور نہ آپ کو مزاح کا مذاق ہے۔ اس لئے ان بیچاروں کی ٹانگ نہ توڑا کریں۔ مگر یہ ہیں کہ ہماری ایک نہیں سنتے۔ اور تینوں کی ٹانگ توڑے چلے جاتے ہیں۔ بلکہ بجائے ہماری نصیحت پر عمل کرنے کے اب ان کے ہاتھوں بیچارے "قانون" کی جان کے بھی لالے پڑتے نظر آتے ہیں۔

اصل میں ہماری بھی پرلے درجہ کی غلطی ہے بھلا جو لوگ ایسے شخص کی گمراہی کا بوجھل جوا اپنی گردنوں پر محسوس نہیں کرتے۔ جس نے قرآن مجید میں لست علیھم بمصیطر (تو خدائی فوجدار نہیں) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے کا حکم پڑھتے ہوئے یہ من گھڑت اصول پیش کیا ہو کہ محمد رسول اللہ کی جماعت خدائی فوجداروں کی جماعت ہوتی ہے۔ ان لوگوں سے کوئی توقع پرلے درجہ کی غلطی نہیں تو اور کیا ہے؟

ہر پاکستانی جانتا ہے کہ اس وقت پاکستان میں ۱۹۳۵ء

(باقی صفحہ ۱۰)

ہم مر بھی اگر جائینگے پھر بھی نہ مرینگے

اللہ کے سوا ہم نہ کسی سے بھی ڈرینگے
تم ہم پہ کرو جبر تو ہم صبر کرینگے

حق کہنے سے ہرگز نہ کبھی آئینگے ہم باز
گردن بھی ہمیں دھرنی پڑیگی تو دھرینگے

بے رنگ ہے بیچاروں کے ایمان کا خاکہ
رنگ اس میں وہ اب خون شہیداں سے بھرینگے

پھر زندہ ہمیں عیسےٰ دوراں نے کیا ہے
ہم مر بھی اگر جائینگے پھر بھی نہ مرینگے

ہم ہر بھی اگر جائیں ۔ ہمیں جیتینگے تو ہر
وہ جیت بھی جائیں تو وہی پھر بھی ہرینگے

شذرات

احراری ننگے ہوگئے

بخاری صاحب نے کراچی میں کہا ہے

"خواجہ ناظم الدین کے طرزِ عمل نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ بھی مرزائیت قبول کر چکے ہیں۔ مجھے خصوصی حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ خواجہ ناظم الدین اور مرزائیوں کے درمیان رشتے ناطے بھی ہو چکے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو مسلمان ناموسِ مصطفےٰ کے تحفظ کے لئے اپنی جان تک کی بازی لگانے سے دریغ نہیں کرینگے"۔ (آزاد ۳۰ جنوری ۱۹۵۳ء)

گزشتہ سال جب ملتان کے ایک سرکاری افسر نے بخاری صاحب کو سخت ڈانٹ بتا کر جلوس کی بندش کا مطالبہ کیا۔ تو آپ نے ایک بھری مجلس میں اظہار معذرت کرتے ہوئے کہا :-

"میں پکا مسلم لیگی ہوں ..... میں ممتاز دولتانہ کو اس لئے اپنا لیڈر جانتا ہوں کہ ایک تو وہ صوبہ مسلم لیگ کے صدر ہیں۔ دوسرے وہ صوبہ پنجاب کے وزیر اعلےٰ ہیں۔ **اگر دولتانہ صاحب کہہ دیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان لے آؤ۔ تو میں اس پر ایمان لے آؤنگا۔ اور مرزا بشیر الدین محمود کو خلیفۃ المسیح مان لونگا۔"** (بیان سابق صدر ڈسٹرکٹ مسلم لیگ ملتان از اشتہار مطبوعہ پاکستان پبلسٹی ورکس شہیدان ملتان ۷/۳۰/۵۲)

اس خبر سے از حد خوشی ہوئی کہ ہمارے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین احمدی ہو چکے ہیں۔ یہی نہیں بخاری صاحب کے معذرت نامہ سے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب بھی احمدیت میں داخل ہونے کے لئے تیار ہیں۔ صرف ممتاز صاحب دولتانہ کے ادنےٰ اشارہ کی انتظار ہے۔

بخاری صاحب کے اس بیان نے "امیر شریعت" اور دیگر تمام احراریوں کو ننگا کر دیا ہے۔ کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ایمان لانے سے "ناموسِ مصطفےٰ" معرضِ خطر میں پڑ جاتی ہے۔ اور ختم نبوت پر خطرناک زد پڑتی ہے باایں ہمہ ان کا کہنا ہے کہ وہ دولتانہ صاحب کے اشارہ پر "ناموسِ مصطفےٰ" کے تحفظ سے بھی دستبردار ہو سکتے ہیں۔

بالفاظ دیگر انہیں دولتانہ کے "فرمان" کی پرواہ ہے۔ مگر پرواہ نہیں تو محمد مصطفےٰ کی ناموس اور ختم نبوت کی پرواہ نہیں۔

مولانا سلیمان ندوی سے

ڈاکٹر اقبال سید سلیمان ندوی کے نام اپنے ایک خط (مرقومہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء) میں تحریر فرماتے ہیں :-

"کل میں آپ کے پرانے خطوط پڑھ رہا تھا جو میرے پاس محفوظ تھے۔ ان میں سے ایک خط میں آپ نے یہ لکھا ہے۔ کہ اسلامی ریاست کے امیر کو یہ اختیار ہے۔ کہ جب اسے معلوم ہو کہ بعض شرعی اجازتوں میں فساد کا امکان ہے۔ تو ان اجازتوں کو منسوخ کر دے۔ عارضی طور پر یا مستقل طور پر بلکہ بعض فرائض کو بھی منسوخ کر سکتا ہے۔" (اقبال نامہ جلد ۱ صـ۱۸۲)

ہمارے نزدیک اسلامی ریاست کے کسی امیر کو یہ اختیار حاصل نہیں۔ کہ وہ فرائض پر خط تنسیخ کھینچ دے لیکن ہمیں یہ دیکھ کر از حد دکھ ہوا کہ مولانا ندوی جیسے علمائ در پردہ اس عقیدہ کے قائل ہیں کہ صدر مملکت کو شریعت اسلامیہ کے فرائض کو بھی منسوخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

مسلمان سوچیں کہ کیا دستور اسلامی کے معاملہ میں ان جیسے علمائ پر اعتماد کرنا جائز ہے ؟

اگر علامہ اقبال موجود ہوتے

بعض احراری حکومت اور عوام کو مرعوب کرنے کے لئے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ اگر علامہ اقبال آج موجود ہوتے تو احمدیوں کو ضرور اقلیت قرار دلواتے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں :-

"ملاؤں کو لوگوں کی دینی زندگی سے الگ کر کے اتاترک نے وہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ جسے اگر تیمیہ یا شاہ ولی اللہ دیکھ پاتے تو ان کا دل باغ باغ ہو جاتا ترکوں نے سوئٹزرلینڈ کا دیوانی قانون اختیار کر کے واقعی غلطی کی ہے۔ لیکن بہرحال ایک قوم جب جوش و خروش سے اصلاح کی تحریک چلا رہی ہو۔ تو ناتجربہ کاری اور ہیجان کی کیفیت میں ایسی غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں۔ جب کوئی قوم مدت کے بعد پیشہ ور ملاؤں کی قید سے نجات حاصل کرتی ہے۔ تو عالم خوشی میں کئی عادتیں فقط ذوق جستجو کی تسکین کی خاطر اختیار کرتی ہے۔" (ترجمہ از "اسلام اور احمدازم")

"پیشہ ور ملاؤں" کو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس وقت علامہ صاحب موجود نہیں۔ ورنہ انہیں ترکی کی طرح **پاکستان سے بھی جلاوطن کر دیا جاتا**

خدا کا پودہ

ایک مولانا نے فرمایا :-

"یہ فتنہ حضرت ظفر اللہ کے سہارے ترقی کر رہا ہے۔ اگر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے ہٹا دیا جائے۔ تو اس منحوس پودے کی جڑیں آج ہی اکھڑ جائیں" (آزاد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں میں وہ پودہ نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں۔ اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں۔ تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل میں بنا کر ان کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت سے ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے۔ اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔" (انوار الاسلام)

اے علمائے کرام! خدا را عقل و بصیرت کی راہ سے غور کریں کہ آپ نے گزشتہ نصف صدی میں کتنی بار خدا کے اس پودہ کو اکھیڑنے کی کوشش کی فتویٰ بازی کی توپیں چلائیں۔ بائیکاٹ کے شعلے بھڑکائے۔ اور شمع احمدیت کے پروانوں کو پتھروں سے سنگسار کیا مگر کیا آپ خدا کے اس پودہ کو اکھاڑ سکے ؟

کیا آپ سچ مچ یقین رکھتے ہیں کہ ۱۸۸۹ء سے لے کر آج تک ظفر اللہ خان کی وزارت خارجہ کے باعث ہی ناکام و نامراد رہے ہیں ؟

وزرائ کی حفاظت

"آزاد" وزرائ کی حفاظت پر پھبتی اڑاتے ہوئے لکھتا ہے :-

"یہ درست ہے کہ ہمارے ان بزرگوں کی زندگیاں بڑی ہی عزیز ہیں۔ اور ان کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست ہونا چاہیئے۔ لیکن میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ جن رہنماؤں کو ۹۰ فیصد سے زائد عوام کا اعتماد حاصل ہو۔ اس کے لئے یہ تکلفات کہاں تک جائز ہیں"

بخاری شریف (کتاب التمنی) میں لکھا ہے۔

"ارق النبی صلے اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ ثم قال لیت رجلاً صالحاً من اصحابی یحرسنی اللیلۃ اذ سمعنا صوت السلاح فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھذا قال سعد بن ابی وقاص یا رسول اللہ جئت احرسک فنام النبی صلی اللہ علیہ وسلم"

یعنی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ شب بیداری کے عالم میں اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ حضور کا کوئی جانثار اور مخلص صحابی آپ کا پہرہ دے۔ اس پر ہتھیاروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اور حضور نے استفسار فرمایا کون؟ جواب ملا یا رسول اللہ سعد بن وقاص ہوں۔ اور حضور کا پہرا دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ چنانچہ سعد بن وقاص پہرے کی ڈیوٹی پر کھڑے ہو گئے اور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سو گئے۔

رسول اکرمؐ وہ برگزیدہ وجود ہیں۔ جن کے متعلق خالق کائنات نے عرش سے حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے لیکن اس کے باوجود حضور اپنے لئے پہرے کے انتظام کا خود ارشاد فرماتے ہیں۔

وہ لوگ جو حضرت امام جماعت احمدیہ (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) یا حکومت کے وزراء کے حفاظتی پہرہ پر لعب کشائی کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ انہیں اس حدیث پر ضرور غور کرنا چاہیئے :-

---

درخواستِ دعا

میرے شوہر قاضی نصیر احمد صاحب بھٹی (ابن قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی) راولپنڈی میں شدید بیمار ہیں۔ اور بیماری پیچیدہ صورت اختیار کر رہی ہے۔ احباب درد دل سے ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں (صفیہ بیگم بنت قاضی عبد السلام صاحب بھٹی)

اعلان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے قاضیانِ ذیل کی منظوری برائے ضلع شیخوپورہ منظور فرمائی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

(۱) سید محمد یوسف صاحب تحصیل شیخوپورہ

(۲) قاضی محمد لطیف صاحب

(ناظم دار القضاء)

حسب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خرید کر پڑھے

عید قربان ۱۹۰۰ء اور خطبہ الہامیہ

(منقول از ہفت روزہ بدر قادیان ۲۸ جنوری ۵۳ء)

(از محترم حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی مقیم قادیان)

۱۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق۔

اللہ تعالےٰ کا خاص بلکہ خاص الخاص فضل ہے کہ مجھ ناکارہ و نالائق کو لطف و کرم سے نوازا۔ اور سراسر احسان سے اٹھا کر اپنے برگزیدہ و حبیب جری اللہ فی حلل الانبیاء کے قدموں میں لا ڈالا۔ ۱۹۰۰ء کے مندرجہ عنوان نشان کے ظہور کے وقت بھی مجھ غلام کو حضوری کا شرف میسر تھا۔ اس طرح اس روز کے علمی معجزہ کو آنکھوں دیکھنے اور کانوں سننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ وذالک فضل اللہ علینا و علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔

۲۔ عید سے پہلے دن یعنی حج کے روز سیدنا حضرت اقدسؑ کی طرف سے چاشت کے وقت یہ اعلان کرایا گیا۔ کہ قادیان میں موجود تمام دوستوں کے نام لکھ کر حضرت کے حضور پیش کئے جائیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل اور رحم سے یہ دن حضور پرنور کے لئے دعاؤں کی قبولیت کے واسطے خاص فرما کر حضورؑ کو اذن دعا دیا تھا۔ اور حضور خدا کے اس انعام میں اپنے خدام کو بھی شریک فرمانا چاہتے تھے۔ ورنہ پانچ چھ سالہ فیض صحبت (یعنی ۱۸۹۶ء تا ۱۹۰۰ء) کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس دن کے سوا حضورؑ کی طرف سے اس قسم کا اعلان پہلے کبھی ہوتا میں نے دیکھا نہ سنا تھا۔ یوں تو دعاؤں کے لئے ہم لوگ اکثر لکھتے اور عرض کرتے رہا کرتے تھے۔ اور بعض اصحاب بوقت ضرورت و حاجت اکثر روزانہ اور متواتر ہفتوں بھی حضرتؑ کے حضور دعاؤں کی درخواستیں بھیجا کرتے تھے۔ حضور کی مجلس کے دوران میں بھی کبھی کبھی احباب التجا دعا کیا کرتے۔ جس کے جواب میں عموماً حضور فرمایا کرتے۔

"انشاء اللہ دعا کروں گا یاد دلاتے رہیں"

اور کئی بار ایسا بھی ہوا کرتا تھا۔ کہ ادھر کسی نے دعا کے لئے عرض کیا۔ اُدھر حضورؑ نے دستِ دعا اللہ تعالےٰ کے حضور بڑھا کر اس کے لئے دعا کر دی۔ جس میں حاضرین مجلس بھی شریک ہو جایا کرتے۔ تحریری درخواست ہائے دعا کے جواب میں بعض دوستوں کو حضور خود دستِ مبارک سے جواب تحریراً بھی دیا کرتے تھے۔ مگر اس یوم الحج کے روز تو ضرور کوئی خاص ہی فضل الٰہی تھا۔ جس میں حضور نے ازراہِ شفقت تمام خدام احباب اور مہمانوں کو شامل کرنے کے لئے خاص طور سے اعلان کرایا تھا۔

۳۔ اس اعلان کا ہونا تھا۔ کہ جہاں یکجائی فہرست میں ہر کسی نے دوسرے سے پہلے اپنا نام لکھانے کی کوشش کی۔ وہاں فرداً فرداً بھی رقعات اور عرائض بھیجنے کی سعی کی۔ ایک فہرست حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت تیار ہوئی تھی۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اسی طرح بعض دوستوں نے اور بھی دو ایک فہرستیں تیار کر کے اندر بھجوائی تھیں۔ کئی رقعات اور عرائض فرداً فرداً حضرت کے حضور بھجوائے گئے۔ ان کا حساب اللہ تعالےٰ کو ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی خواہش تھی۔ کہ میرا عریضہ پہلے اور حضرت کو اپنے ہاتھ میں پہنچے۔ چنانچہ اس کوشش میں اس روز حضورؑ کی ڈیوڑھی کیا اور مسجد مبارک کی طرف کی سیڑھیاں کیا سب خدام سے اٹی رہیں۔ اور بچوں و خادمات نے بھی دوستوں کے عریضے اور خطوط پہنچانے میں جو احسان کیا۔ وہ اپنی جگہ ایک قابل رشک کام تھا۔ اس زمانہ میں عیدین کے موقعہ پر بھی دارالامان میں بیرونجات سے آنے والے احباب کی وجہ سے خاصی چہل پہل ہو جایا کرتی تھی۔ اور جلسہ کا سا رنگ معلوم دیا کرتا تھا۔ رقعات اور عرائض کا سلسلہ کچھ زیادہ لمبا ہو گیا۔ اور بچوں و خادمات کے بار بار جانے کی وجہ سے حضورؑ کی توجہ الی اللہ میں خلل اور روک محسوس ہوئی۔ تو حکم دے دیا گیا۔ کہ اب کوئی رقعہ حضرت کے حضور نہ بھیجا جاوے۔ الغرض دن اونچا ہونے سے لے کر ظہر تک اور ظہر کے بعد سے عصر اور شام بلکہ عشاء کی نماز تک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دروازے بند کئے دعاؤں میں مشغول اپنی جماعت کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور التجائیں کرتے رہے۔ اسلام کی فتح اور خدا کے نام کے جلال و جمال کے ظہور۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی صداقت اور احیاء و غلبہ اسلام کے لئے نہ جانے کس کس رنگ میں تنہا سوز و گداز سے دعائیں کرتے رہے۔

یہ امر دعائیں کرنے والے جانتے ہیں۔ یا جس ذات سے التجائیں کی گئیں وہ جانتا ہے۔ لوگوں نے جو کچھ سنا وہ آگے سنا دیا یا قیاس کر لیا ورنہ حقیقت یہی تھی۔ کہ خدا کا برگزیدہ جانتا تھا۔ یا پھر خود خدا جس سے وہ مقدس کچھ مانگ رہا تھا۔

۴۔ دوسرا دن عید کا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے کل کی دعاؤں کو سنا اور نوازا۔ اس روز کے تنہائی کے راز و نیاز کو قبول فرمایا۔ اور حضورؑ کو بشارتیں دیں۔ جن کے نتیجہ میں حضورؑ کی طرف سے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضؓ۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب رضؓ اور بعض اور احباب خاص کو یہ ارشاد پہنچا کہ آج ہم کچھ بولیں گے۔ اور عربی زبان میں تقریر کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے عربی میں نطق کی خاص قوت عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ لکھنے کا سامان لے کر مسجد چلیں۔ اس خبر سے قادیان بھر میں مسرت و انبساط کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اور ہماری عید کو چار چاند لگ گئے۔ عید کے موقع پر اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم حضرتؑ کے حضور نیا لباس پیش کیا کرتے تھے۔ اور مدت سے ان کا یہ طریق چلا آ رہا تھا۔ اس روز اس لباس کے پہنچنے میں کچھ تاخیر ہو گئی۔ یا سیدنا حضرت اقدس ہی خدا کے موعود فضل کے حصول کی سعی و کوشش میں ذرا جلد تشریف لے آئے۔ وہ لباس آج پہنچا نہ تھا۔ اور حضورؑ تیار ہو کر مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے رستے اتر کر مسجد اقصیٰ کو روانہ ہو لئے تھے۔ مسجد مبارک کی کوچہ بندی سے ایک یا دو قدم ہی حضورؑ آگے بڑھے ہوں گے۔ کہ وہ لباس حضور کے پیش ہو گیا۔ اور حضور پرنور خلاف عادت شیخ صاحب کی دلجوئی کے لئے واپس الدار کو لوٹے۔ اندرون بیت تشریف لے جا کر یہ لباس زیب تن فرمایا۔ اور پھر جلد ہی واپس مسجد اقصیٰ میں پہنچ کر حسب معمول مخدومنا حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز عید ایک خاصے مجمع سمیت ادا فرمائی۔ مگر خطبہ عید حضرتؑ نے خود دیا۔

۵۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ اردو میں پڑھا۔ جس کے آخری حصہ میں خصوصیت سے جماعت کو باہم اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت پیدا کرنے کی نصائح فرمائیں۔ اور پھر اس کے بعد حضورؑ نے حضرات مولوی صاحبان کو خاص طور سے قریب بٹھا کر لکھنے کی تاکید کی اور فرمایا۔ کہ

"اب جو کچھ میں بولوں گا۔ وہ چونکہ ایک خاص خدائی عطا ہے۔ لہٰذا اس کو توجہ سے لکھتے جائیں۔ تاکہ محفوظ ہو جائے۔ ورنہ بعد میں میں بھی نہ بتا سکوں گا۔ کہ میں نے کیا بولا تھا۔ (ماحصل فرمان بالفاظ قادیانی)

چنانچہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو دور بیٹھے ہوئے تھے۔ اپنی جگہ سے اٹھے اور قریب آ کر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں جانب حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضور اقدسؑ اس وقت اصل ابتدائی مسجد اقصیٰ کے درمیانی دروازہ کے شمالی کونہ میں ایک کرسی پر شرق رو تشریف فرما تھے۔ اور حاضرین کا اکثر حصہ صحن مسجد میں۔ مکرمی محترم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اور عاجز راقم بھی پنسل کاغذ لے کر لکھنے کو بیٹھے۔ کیونکہ مجھے خدا کے فضل سے حضورؑ کی ڈائری نویسی کا ازخود شوق تھا۔ اور شیخ صاحب اپنے اخبار الحکم کے لئے لکھنے کے عادی و مشاق تھے۔ پہلی تقریر یعنی خطبہ عید حضورؑ نے کھڑے ہو کر فرمائی تھی۔ جس کے بعد حضورؑ کے لئے خاص طور سے ایک کرسی بچھائی گئی۔ جس پر حضورؑ تشریف فرما ہوئے۔ اور جب عرض کیا گیا۔ کہ لکھنے والے حاضر اور تیار ہیں۔ تو حضور پرنور کرسی پر بیٹھے گویا کسی دوسری دنیا میں چلے گئے معلوم دینے لگے۔ حضورؑ کی نیم وا چشمان مبارک بلند تھیں۔ اور چہرہ مبارک کچھ اس طرح منور دکھائی دیتا تھا۔ اور انوار الٰہیہ نے ڈھانپ کر اتنا روشن اور نورانی کر دیا تھا۔ جس پر نگاہ ٹک بھی نہ سکتی تھی۔ اور پیشانی مبارک سے اتنی تیز شعاعیں نکل رہی تھیں۔ کہ دیکھنے والی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ حضورؑ نے گو نہ دھیمی مگر دلکش اور سریلی آواز میں جو کچھ بدلی ہوئی معلوم ہوتی تھی فرمایا:۔

"یا عباد اللہ فکروا فی یومکم ھٰذا یوم الاضحیٰ فانہ اودع اسرارًا لاولی النھیٰ......

لکھنے والے لکھنے لگے۔ جن میں خود میں بھی ایک تھا۔ مگر چند ہی فقرے اور شاید وہ بھی درست نہ لکھے گئے تھے۔ لکھنے کے بعد چھوڑ کر حضور کے چہرہ مبارک کی طرف ٹکٹکی لگا کے بیٹھا۔ اس تبتل و انقطاع کے نظارہ اور سریلی و دلوں کے اندر گھس کر کایا پلٹ دینے والی پرکیف آواز کا لطف اٹھانے لگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت شیخ صاحب بھی لکھنا چھوڑ کر اس خدائی نشان اور کرشمہ قدرت کا لطف اٹھانے میں مصروف ہو گئے۔ لکھتے رہے تو اب صرف حضرت مولوی صاحبان دونوں جن کو خاص حکم تھا۔ کہ وہ لکھیں۔

لکھنے میں پنسلیں استعمال کی جا رہی تھیں۔ جو جلد جلد گھس جاتی تھیں۔ جب ایک گھس جاتی تو دوسری اور پھر تیسری سے بدل بدل کر لکھا جاتا تھا۔ مجھے یاد ہے۔ کہ پنسلیں تراشنے اور بنا بنا کر دینے کا کام بعض دوست بڑے شوق اور محبت سے کر رہے تھے۔ مگر نام ان میں سے مجھے کسی بھی دوست کا یاد نہ رہا تھا۔ ایک روز اسی مقدس خطبہ الہامیہ کے ذکر کے دوران میں مکرم و محترم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد نے بتایا کہ وہ بھی اس عید اور خطبہ الہامیہ کے نزول کے وقت موجود تھے۔ اور کہ لکھنے والوں کو پنسلیں بنا کر دیتے جاتے تھے۔

۷۔ بعض اوقات حضرت مولوی صاحبان کو لکھنے میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے یا کسی لفظ کے سمجھ نہ آ سکنے کے باعث یا الفاظ کے حروف مثلاً الف اور عین۔ صاد و سین یا ثا اور طوئے وغیرہ وغیرہ کے متعلق دریافت کی ضرورت ہوتی۔ تو دریافت کرنے پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ اور حضور یوں بتاتے تھے۔

جیسے کوئی نیند سے بیدار ہو کر یا کسی دوسرے عالم سے واپس آ کر بتائے۔

اور وہ دریافت کردہ لفظ یا حرف بتانے کے بعد پھر وہی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ اور انقطاع کا یہ عالم تھا۔ کہ ہم لوگ یہ محسوس کرتے کہ حضور کا جسد اطہر صرف یہاں ہے۔ روح حضور پرنور کی عالم بالا میں پہنچ کر وہاں سے پڑھ یا سن کر بول رہی تھی۔ زبان مبارک چلتی تو حضورؑ ہی کی معلوم دیتی تھی۔ مگر کیفیت کچھ ایسی تھی۔ کہ بے اختیار ہو کر کسی کے چلائے چلتی ہو۔ سماں اور حالت بیان کرنا مشکل ہے۔ انقطاع۔ تبتل۔ ربودگی یا حالت مجذوبیت و بے خودی و وارفتگی اور محویت تامہ وغیرہ الفاظ میں شاید کوئی لفظ حضورؑ کی اس حالت کے اظہار کے لئے موزوں ہو سکے۔ ورنہ اصل کیفیت ایک ایسا روحانی تغیر تھا۔ جو کم از کم میری قوت بیان سے تو باہر ہے۔ کیونکہ سارا ہی جسم مبارک حضورؑ کا غیر معمولی حالت میں یوں معلوم دیتا تھا۔ جیسے ذرہ ذرہ پر اس کے کوئی نہاں در نہاں اور غیر مرئی طاقت متصرف و قابو یافتہ ہو۔ لکھنے والوں کی سہولت کے لئے حضور پرنور فقرات آہستہ آہستہ بولتے۔ اور اکثر دوہرا دوہرا کر سناتے تھے۔ خطبہ الہامیہ کے نام سے جو کتاب حضورؑ نے شائع فرمائی

(باقی صفحہ ۷ پر)

★ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (الہام حضرت مسیح موعودؑ) ★

امریکہ میں احمدی مبلغین کے ذریعے اسلام کی تبلیغ واشاعت کیلئے کامیاب مساعی

کتاب احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی قبولیت مسجد فضل میں مختلف ممالک کے باشندوں کی آمد رسالہ مسلم سن رائز کی اشاعت

امریکن مشن کی رپورٹ بابت ماہ اگست ستمبر۔ اکتوبر سنہ ۵۲ء

از مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر ایم اے

بفضلہ تعالیٰ سہ ماہی زیر رپورٹ میں امریکہ مشن حسب سابق تبلیغی اور تربیتی مہمات میں مصروف رہا۔ مختصر رپورٹ احباب جماعت کے علم اور تحریک دعا کی غرض سے پیش ہے۔

اشاعت لٹریچر

احمدیت یا حقیقی اسلام:۔ احباب کو معلوم ہے کہ اس سال کے شروع میں امریکہ مشن نے کتاب احمدیت مصنفہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو دوبارہ زیب طباعت سے مزین کر کے شائع کیا تھا۔ دوران سال میں اس پر امریکہ کے کئی رسائل ریویو کر چکے ہیں۔ سہ ماہی زیر رپورٹ میں یونیورسٹی آف اوکلاہوما کے مشہور علمی رسالہ Books Abroad (بکس ابراڈ) نے اس پر ریویو شائع کیا۔ رسالہ مذکور لکھتا ہے:۔

"مارچ ۱۸۸۹ء میں پنجاب کے ایک مسلمان حضرت مرزا غلام احمد کو الہام کیا گیا کہ خدا تعالیٰ نے انہیں مقام نبوت سے مشرف کیا ہے اور کہ انہیں "تازہ نشانات اور وحی کے ذریعہ سے اس مادی دنیا میں روحانی ترقی کا بیج بونے پر مامور کیا گیا ہے" آپ نے کسی نئے مذہب کا بانی ہونے کا نہیں بلکہ قرآن کریم کی تعلیم کے احیاء اور اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے اور اسکو تمام ملاوٹوں سے صاف کرنیکا دعویٰ کیا۔ آپ اس وقت تک زندہ رہے کہ آپ کی کھڑی کی ہوئی جماعت کے معتقدین دنیا کی تمام اطراف میں جماعت کی نمائندگی کر رہے تھے۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں آپ فوت ہوئے۔ لیکن احمدیت کی ترقی آپ کے بعد بھی جاری رہی۔ ...... کتاب احمدیت اسلام کے اصولوں کی تشریح اور عملی زندگی میں ان اصولوں کے استعمال کی وضاحت کے لحاظ سے اولین اہمیت رکھتی ہے .... صاحب تصنیف نے بعض اسلامی مسائل مثلاً تعدد ازدواج وغیرہ کی جو تشریح بیان کی ہے وہ دلچسپ اور قابل فہم ہے ...... ساری کتاب کے اندر ایک خلوص اور شفقت کی روح حاوی ہے اور ایک غیر متعصب انسان اس کتاب کو یقیناً مفید پائے گا۔"

علمی حلقہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کتاب کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جا رہا ہے۔ حال ہی میں اس کی ایک جلد لارڈ سالسبری کو پہنچائی گئی۔ آپ نے شکریہ کے ساتھ لکھا کہ میں بہت دلچسپی کے ساتھ اسے پڑھوں گا۔ ایک جلد ایک مشہور پرنسٹن یونیورسٹی کی لائبریری میں رکھوائی گئی ہے۔ ایک جلد جسٹس ڈگلس کو دی گئی۔ ایک کاپی لبنان کے ذی علم سیاستدان ڈاکٹر چارلس ملک کو پیش کی گئی۔ ایک جلد مسز رک فیلر نے شکریہ کے ساتھ قبول کی۔ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے بعض افسران نے بہت شوق اور توجہ کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا۔ بلکہ حال ہی میں جب احرار نے پاکستان میں احمدیت کے خلاف مخالفت کا طوفان کھڑا کیا۔ تو بعض افسران نے خاص طور پر یہ کتاب حاصل کر کے احمدیت کے نکتۂ نظر سے واقفیت حاصل کی۔

جماعت احمدیہ کراچی نے مقامی تقسیم کے لئے اڑھائی صد نسخے حاصل کئے ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اگر پاکستان اور ہندوستان کی دوسری جماعتیں بھی علمی حلقہ میں تقسیم کے لئے یہ کتاب لینا چاہیں۔ تو امریکہ مشن اس کام کے لئے اس کے نسخے محض لاگت پر مہیا کرے گا۔

کمیونزم اینڈ ڈیماکریسی:۔ پچھلی سہ ماہی کے آخر میں ٹریکٹ کمیونزم اینڈ ڈیماکریسی کا چوتھا نمبر شائع کر کے امریکہ کے صاحب اثر حلقہ میں اسکی کثرت کے ساتھ اشاعت کی گئی تھی۔ اس سہ ماہی کے دوران میں کئی مشہور امریکنوں کے خطوط موصول ہوئے۔ جن میں انہوں نے اسکے مطالعہ کا موقعہ حاصل ہو سکنے پر شکریہ ادا کیا۔ امریکہ کی سپریم کورٹ کے جج ڈگلس نے تو یہ بھی لکھا کہ آئندہ بھی انہیں اس قسم کا لٹریچر دیا جائے۔ تو وہ ممنون ہوں گے۔

مسلم سن رائز:۔ اس عرصہ میں مسلم سن رائز کا سال حال کا تیسرا نمبر شائع کیا گیا۔ اس وقت تک خدا تعالیٰ کے فضل سے امریکہ بھر میں صرف ہمارا ہی ایک رسالہ ہے۔ جو اسلام کی نمائندگی کر رہا ہے۔ سنا گیا ہے کہ اب نئی قائم شدہ مسجد کے زیر اہتمام جو تمام اسلامی حکومتوں کی سرپرستی میں ہے ایک رسالہ جاری کیا جا رہا ہے۔ مگر جو خدمت اسلام کا موقعہ اس چھوٹی سی جماعت کو خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ وہ اپنی ذات میں بفضلہ تعالیٰ کچھ کم ممتاز رہے گا۔

میرا مذہب:۔ امریکہ مشن نے پچھلے سال محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا تصنیف کردہ پمفلٹ میرا مذہب "مائی فیتھ" خوبصورت طباعت کے ساتھ پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کیا تھا۔ یہ ٹریکٹ جلد ہی ختم ہو گیا۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن پریس میں دیا گیا ہے۔ اس ایڈیشن میں اصل مضمون کے آخر پر سلسلہ احمدیہ پر ایک مختصر نوٹ بطور ضمیمہ زائد کیا گیا ہے۔

لیکچرز

عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار کو آرلنگٹن ورجینیا کے ہائی اسکول میں اسلام پر لیکچر دینے کا موقعہ ملا۔ جس کے آخر پر طلبہ نے دلچسپی کے ساتھ نہایت سنجیدہ سوالات کئے۔ اور لٹریچر حاصل کر کے دلچسپی کے ساتھ پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اللہ تعالیٰ نیک نتائج پیدا کرے آمین

مسجد فضل

خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد فضل امریکہ کا قیام اس ملک کے دار الحکومت میں اسلام کا ایک مفید اور اہم مرکز ثابت ہو رہا ہے اور اسلام کے متعلق معلومات کی خواہش کرنیوالے لوگ توجہ کے ساتھ مسجد فضل امریکہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں نہ صرف امریکن بلکہ دوسرے ممالک کے لوگ بھی شامل ہیں۔ چنانچہ عرصہ زیر رپورٹ میں ایک نوجوان کیوبا سے ایک خاتون ڈنمارک سے۔ ایک سکالر سویڈن سے اور ایک جاپانی پروفیسر مسجد میں تشریف لائے۔ نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی کے ایک پروفیسر اور ان کے ساتھ بعض طلبہ بھی آئے۔ ایک خاتون جو بچپن سے گونگی اور بہری تھیں۔ اور دو چار سال سے آلات کی مدد سے ان کو شنوائی حاصل ہوئی ہے۔ اس وقت کالج میں تعلیم پا رہی ہیں۔ انہوں نے نہ صرف احمدیت کے مطالعہ کا شوق ظاہر کیا۔ بلکہ کالج میں اپنا مقالہ بھی ہمارے لٹریچر کی مدد سے اسلام کے موضوع پر لکھا۔ مسجد میں آنے والے زائرین میں بعض لوگ فلاڈلفیا سے۔ ایک فیملی شکاگو سے اور تین احباب ڈیٹرائٹ سے بھی شامل تھے۔ مسٹر ایلی جو کراچی میں وائی ایم سی اے کے جنرل سیکرٹری مقرر ہو کر عنقریب پاکستان جا رہے ہیں۔ ملاقات کے لئے آئے۔ سنگاپور کے ایک احمدی دوست عبدالحمید صاحب بھی وطن جانے سے قبل چند دن مسجد میں تشریف فرما رہے۔ مقامی احباب کی تعلیمی اور تربیتی میٹنگیں بھی جاری رہیں۔ مشہور پادری ڈاکٹر [illegible] صاحب

مسجد فضل امریکہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد فضل امریکہ کا قیام اس ملک کے دار الحکومت میں اسلام کا ایک مفید اور اہم مرکز ثابت ہو رہا ہے اور اسلام کے متعلق معلومات کی خواہش کرنے والے لوگ توجہ کے ساتھ مسجد فضل امریکہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں نہ صرف امریکن بلکہ دوسرے ممالک کے لوگ بھی شامل ہیں۔

امریکہ کا ایک نو مسلم واقف زندگی ربوہ میں

احباب کو اس خبر سے خوشی ہو گی کہ امریکہ سے دوسرے نوجوان واقف زندگی برادرم عبدالشکور صاحب ریکیش دینی تعلیم کیلئے ربوہ پہنچ چکے ہیں۔ برادرم عبدالشکور ایک گورے مسلمان ہیں جنہوں نے گذشتہ سال کے شروع میں احمدیت کو قبول کیا۔ اسوقت آپ امریکن فوج میں تھے۔ یوں تو انہوں نے اسی وقت اپنی زندگی خدمت دین کیلئے پیش کر دی تھی مگر فوج میں انہیں جرمنی جانا پڑا۔ اس عرصہ میں آپ نے روسی اور جرمن زبان کا مطالعہ جاری رکھا۔ ابھی حال ہی میں آپ کو سارجنٹ کے عہدہ پر سے فوج سے Release (ریلیز) کیا گیا ہے۔

احباب کرام سے ان کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو سلسلہ کے لئے ایک مفید وجود بنائے۔ (آمین)

تریاق اٹھرا۔ حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچے فوت ہو جاتے ہوں فی شیشی ۸/ ۲ روپے۔ مکمل کورس ۲۵ روپے۔ دواخانہ نور الدین جودھامل بلڈنگ لاہور

عید قربان ۱۹۰۰ء اور خطبہ الہامیہ (بقیہ صفحہ ۵)

یہ بہت بڑی ہے۔ ۱۹۰۰ء کی عید قربان کا وہ خاص خطبہ مطبوعہ کتاب کے ۳۸ صفحات تک ہے۔ باقی حصہ حضور علیہ السلام نے بعد میں شامل فرمایا۔

۸۔ یہ جلسہ اور مجلس ذکر لمبی ہو گئی۔ اور نماز کا وقت آگیا۔ کیونکہ حضور پر نور نے جب یہ خطبہ عربی ختم فرمایا۔ تو دوستوں میں اس کے مضمون سے واقف ہونے کا اشتیاق اتنا بڑھا کہ حضور علیہ السلام نے بھی آخر پسند فرمایا۔ کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اس کا ترجمہ دوستوں کو سنادیں۔ چنانچہ مولانا موصوف نے خوب مزے لے لے کر اس تمام خطبہ کا ترجمہ اردو میں اپنے خاص انداز اور لب و لہجہ میں سنا کر دوستوں کو محظوظ اور خوش وقت فرمایا۔ اور یہ کیفیت بھی اپنے اندر ایک خاص لطف سرور اور لذت روحانی رکھتی تھی۔ ترجمہ ابھی غالباً پورا ابھی نہ ہوا تھا۔ کہ اچانک کسی خاص فقرہ سے متاثر ہو کر یا اللہ تعالیٰ کے خاص القاء کے ماتحت سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کرسی سے اٹھ کر سجدہ میں گر گئے۔ اور اسی طرح سارا مجمع تھوڑی دیر کے لئے حضور علیہ السلام کے ساتھ سر بسجود ہو کر بزرگ و برتر کے اس عظیم الشان نشان کے عطیہ کے لئے آستانہ الوہیت پر گر کر جبین نیاز ٹیکتے اظہار تشکر و امتنان کرتا رہا۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ علیٰ ذالک

(۹) سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواہش فرمائی۔ کہ اس خدائی نشان کو لوگ یاد کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں خطبہ الہامیہ کی اشاعت کے بعد بہت سے دوستوں نے اسے یاد کرنا شروع کیا۔ بعض نے پورا یاد کرلیا۔ تو بعض نے تھوڑا۔ مگر ان دنوں اکثر یہی شغل تھا۔ اور ہر جگہ ہر مجلس میں اسی خطبہ یعنی خطبہ الہامیہ کے پڑھنے اور سننے سنانے کی مشق ہوا کرتی تھی۔ بعض دن شام کے دربار میں کوئی نہ کوئی دوست بھری مجلس میں حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے یاد کیا ہوا سنایا بھی کرتے تھے۔ اور اس طرح خدا کی اس نعمت کا چرچا رہتا تھا۔ میں نے بھی تین چار صفحات یاد کئے تھے

۱۰۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود باجود دنیا جہان بلکہ ہفت اقالیم سے بھی کہیں بڑی نعمت۔ خدا کا خاص انعام اور فضل و احسان تھا۔ کیونکہ وہ خدا نما تھا۔ جس کو دیکھتے ہی خدا کے عظمت و جلال کا کبھی نہ مٹنے والا اثر دل و دماغ پر ہوتا۔ اور خدا کی خدائی پر یقین پیدا ہوا کرتا تھا۔ جس کی مجلس خدا کے تازہ بتازہ کلام سننے کا مقام اور اس کلام کو پورا ہوتے دیکھنے سے خدا کے کامل علم اور اس کی کامل قدرت پر یقین پیدا ہونے کی جگہ اور دلوں میں نور علم و عرفان بھرنے کا ذریعہ ہوا کرتی تھی۔ روح کی تازگی۔ ایمان کی مضبوطی قلوب کی صفائی۔ اور اذہان کی جلا کے سامان اس مجلس میں جمع ہوا کرتے تھے۔ تزکیہ نفوس کے سامان اس میں ملتے اور محبت الٰہی کی آگ پیدا ہو کر دنیا کی محبت کو سرد کر دیا کرتی تھی۔ چنانچہ اس تازہ نشان نے بھی جماعت میں ایک روحانی تغیر پیدا کر دیا۔ اور سالکین کے لئے منازل ایقان و عرفان کو آسان بنا دیا تھا۔ اور ایک خاص روحانی انقلاب کا یہ نشان الٰہی پیش خیمہ تھا جس کی اہمیت گہرے غور و تدبر سے ہمیشہ نمایاں ہوتی رہے گی۔ عید کے روز حضور علیہ السلام کے اس خطبہ یعنی خطبہ الہامیہ کے پڑھے جانے اور حضور پُرنور کو نطق اور خاص طاقت و قوت عطا کئے جانے سے یوم الحج کے روز کی دعاؤں کی قبولیت کا یقین گویا مشاہدہ میں آگیا تھا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں بطور لازم و ملزوم کے تھیں۔

یہ عید اپنی بعض کیفیات کے لحاظ سے تاریخ سلسلہ کا ایک اہم ترین واقعہ اور ایک خاص باب ہے۔ جس کی گہرائیوں میں جتنے بھی غوطے لگائے جائیں گے۔ اتنے ہی زیادہ سے زیادہ قیمتی انمول اور بے مثال موتی ملیں گے۔ مبارک وہ جن کو ان کے حصول کی توفیق ہو۔ اور سلامتی ہو ان پر جو ان کو حاصل کر کے خدمت سلسلہ اور خدمت خلق میں صرف کریں۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و آل محمد و بارک وسلّم انک حمید مجید۔

بعدالت جناب شیخ فاروق احمد صاحب پی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کسٹوڈین صاحب بہادر جہلم

نمبر مقدمہ B-9 ۷ سال ۱۹۵۲ء درخواست زیر دفعہ ۱۶ آرڈیننس ۱۵ سال ۱۹۴۹ء

فتح محمد ولد میاں الہ داد چوہان سکنہ تحصیل کلاں تحصیل چکوال ضلع جہلم سائل

بنام

سوبھا سنگھ ولد گنڈا سنگھ سکنہ تحصیل کلاں تحصیل چکوال ضلع جہلم مسئول علیہ۔

ہرگاہ عدالت ہذا کو یقین دلایا گیا ہے۔ کہ مقدمہ عنوان بالا میں مسئول علیہ سوبھا سنگھ بدوں پتہ تارک الوطن ہو گیا ہے۔ اور معمولی طریقہ سے اس پر تعمیل نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر متذکرہ صدر مسئول علیہ عدالت ہذا میں مورخہ ۱۴/۳/۵۳ بوقت ۸½ بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً یا بذریعہ کسی ایجنٹ حاضر نہیں ہوگا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یک طرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج مورخہ ۲۲/۱/۵۳ بدستخط ہمارے و مہر عدالت جاری ہوا۔

مہر عدالت

دستخط
ڈپٹی کسٹوڈین جہلم

بعدالت جناب شیخ فاروق احمد صاحب پی سی ایس ڈپٹی کسٹوڈین صاحب بہادر جہلم

نمبر مقدمہ B-692 سال ۱۹۵۲ء درخواست زیر دفعہ ۱۶ آرڈیننس ۱۵ سال ۱۹۴۹ء

اللہ دتہ ولد شمس الدین قوم کشمیری ساکن بلبل کلاں تحصیل و ضلع جہلم سائل

بنام

رگھناتھ۔ دوارکا ناتھ ولد سردار گوردت سنگھ۔ مسماۃ سمترا بیوہ دینا ناتھ اقوام کھتری سکنائے ٹیری وغیرہ تحصیل و ضلع جہلم مسئول علیہم

ہرگاہ عدالت ہذا کو یقین دلایا گیا ہے۔ کہ مقدمہ عنوان بالا میں مسئول علیہم رگھناتھ و دوارکا ناتھ وغیرہ بدوں پتہ تارک الوطن ہو گئے ہیں۔ اور معمولی طریقہ سے ان پر تعمیل نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر متذکرہ صدر مسئول علیہم عدالت ہذا میں مورخہ ۱۲/۳/۵۳ بوقت ۸½ بجے صبح اصالتاً و وکالتاً یا بذریعہ کسی ایجنٹ حاضر نہیں ہوگا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج مورخہ ۲۲/۱/۵۳ بدستخط ہمارے و مہر عدالت جاری ہوا۔

دستخط ڈپٹی کسٹوڈین جہلم

بعدالت جناب شیخ فاروق احمد صاحب پی سی ایس ڈپٹی کسٹوڈین صاحب بہادر ضلع جہلم

نمبر مقدمہ B-85 سال ۱۹۵۲ء

درخواست زیر دفعہ ۱۶ آرڈیننس ۱۵ سال ۱۹۴۹ء

حیات محمد ولد دوست محمد پسران چراغ دین قوم موچی سکنہ تحصیل کلاں تحصیل چکوال ضلع جہلم سائل

بنام سردار کرم سنگھ ولد امر سنگھ کوہلی سکھ ساکن تحصیل کلاں تحصیل چکوال ضلع جہلم مسئول علیہم

ہرگاہ عدالت ہذا کو یقین دلایا گیا ہے کہ مقدمہ عنوان بالا میں مسئول علیہم سردار کرم سنگھ بدوں پتہ تارک الوطن ہو گئے ہیں۔ اور معمولی طریقہ سے ان پر تعمیل نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے کہ اگر متذکرہ صدر مسئول علیہم عدالت ہذا میں مورخہ ۴/۳/۵۳ بوقت ۸½ بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً یا بذریعہ کسی ایجنٹ حاضر نہیں ہوگا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج مورخہ ۲۲/۱/۵۳ بدستخط ہمارے و مہر عدالت جاری ہوا۔

دستخط حاکم ... ڈپٹی کسٹوڈین جہلم

مہر عدالت

زدجام عشق — طاقت کیلئے خالص اجزاء کا مرکب قیمت مکمل کورس بارہ روپے
اٹھرا اپلز قیمت مکمل کورس ۱۷/۸ روپے
ملنے کا پتہ: اے نور اینڈ کو ۳۲۶۲ محلہ مولیاں لاہور

ہمدرد نسواں — اسقاط حمل اور بچوں کا بچپن میں فوت ہو جانے کا بے نظیر علاج۔ قیمت مکمل کورس ۴۰ گولی ۱۹/ روپیہ
اکسیر جنین — اٹھرا کی گولیوں کے ساتھ اس کا استعمال سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۴/- روپیہ
ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ

حضرت امام جماعت احمدیہ کا
پیغام احمدیت
گجراتی زبان میں
کارڈ آنے پر
مفت
عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

ضرورت رشتہ
مجھے اپنے ایک عزیز کے لئے موزوں رشتہ کی ضرورت ہے۔ عزیز کے کوائف یہ ہیں (۱) وہ سرکاری ملازمت میں اس وقت [illegible] روپے تنخواہ لے رہا ہے۔ (۲) تعلیم میٹرک پاس ہے (۳) عمر ۲۲/۲۳ سال ہے۔
خاکسار ابوالعطاء جالندھری معرفت مینیجر الفضل لاہور

(۱) مجلد حمائل شریف بطرز یسرنا القرآن ہدیہ ساڑھے چار روپے
(۲) دس بڑے قاعدے فی ۱۰ ر مبران سوا چھ روپے
(۳) پانچ چھوٹے قاعدے فی ۴ ر مبران سوا روپیہ
یعنی بجائے بارہ ۱۲ روپے کے صرف دس روپیہ میں دفتر قاعدہ یسرنا القرآن ربوہ سے منگوائیں۔
محصول ڈاک بذمہ خریدار

حب اٹھرا رجسٹرڈ:- اسقاط حمل کا مجرب علاج:- فی تولہ ڈیڑھ روپیہ ۸/ مکمل خوراک گیارہ تولے پونے چودہ روپے ۱۳-۱۲-۰ لئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

برطانیہ میں مزید سیلاب کا خطرہ

چودہ ہزار فوجی شب و روز کام کر رہے ہیں

لندن ۱۱ر فروری۔ مشرقی برطانیہ کے سیلاب زدہ علاقوں میں دوبارہ مدو جزر کی بہت ہی بلند لہریں اٹھنے والی ہیں۔ اس لئے چودہ ہزار فوجی اور رضاکاروں کی بہت بڑی تعداد بڑی تندہی کے ساتھ شب و روز کام کر کے سمندری دفاع کو مضبوط کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ سیلاب زدہ علاقوں کو مزید غرقابی سے بچانے کے لئے ۲۰،۰۰،۰۰۰ ریت کی بوریاں مختلف مقامات پر رکھی جا چکی ہیں۔

سیلاب سے خبردار کرنے کے لئے غیر معمولی اور نئے طریقے وضع کئے گئے ہیں۔ اور سارے خطرناک ساحل کے ساتھ ساتھ فوراً لوگوں کو خطرے سے آگاہ کیا جا سکے گا۔ آئندہ کے لئے سیلاب کو روکنے کا منصوبہ بنانے کی غرض سے پارلیمنٹ کی تمام پارٹیوں نے ایک ساحلی حفاظتی کمیٹی بنائی ہے۔

پارلیمنٹ میں اس تجویز کی حمایت بھی کی جا رہی ہے کہ سیلاب کی روک تھام کے لئے ہر شخص کی تنخواہ سے رضاکارانہ طور پر تین یا چھ پنس ہفتہ وار وضع کر لئے جائیں۔

اس طرح حاصل ہونے والی رقم فوراً ریلیف کے کاموں پر استعمال کی جائے گی۔ اگر ٹیکس ادا کرنیوالوں نے اس تجویز کو مان لیا تو ہر ہفتے ۵۰۰،۰۰۰ پونڈ فراہم ہو سکیں گے۔ (اسٹار)

توہین عدالت کے الزام میں دو ملزموں کو سزائے قید

لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس کیانی کا فیصلہ

لاہور ۹ر فروری۔ لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس ایم آر کیانی نے دو اشخاص مسمیان جانباز مرزا اور فاضل جالندھری کو توہین عدالت کے الزام میں علی الترتیب ایک ماہ اور پندرہ دن قید محض کی سزا دی ہے۔ ملزمان کے خلاف الزام یہ تھا کہ انہوں نے لاہور ہائی کورٹ کے ایک سابق جج جسٹس سکیمپ سے غلط فیصلہ منسوب کیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے منٹگمری کے ایک ایڈووکیٹ مسٹر محمد مستقیم نے ہائی کورٹ میں مسمی فاضل جالندھری ناظم جامعہ رشیدیہ سیکرٹری جمعیت العلماء منٹگمری کے خلاف کارروائی کئے جانے کی درخواست میں کہا تھا کہ اس نے ایک پمفلٹ بعنوان "مرزائیت کی حقیقت" میں خلیفہ محمود کے متعلق بعض توہین آمیز کلمات لکھے تھے اور انہیں لاہور ہائی کورٹ کے سابق جج مسٹر جسٹس سکیمپ سے منسوب کیا تھا۔ فاضل جالندھری نے عدالت میں معافی کی ایک تحریری درخواست کے ذریعے یہ کہا تھا کہ یہ قابل اعتراض کلمات ایک اور شخص مسمی جانباز مرزا کی کتاب "جانباز پاکٹ بک" سے نقل کئے ہیں۔ البتہ ان میں مرزا جانباز کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ عدالت کی جانب سے طلبی پر جانباز مرزا نے کہا میں نے یہ الفاظ بہاولپور کے ایک پوسٹر سے نقل کئے ہیں جس میں جسٹس سکیمپ کے فیصلے کی نقل چھاپی گئی تھی۔ عدالت نے کہا کہ آپ کو پورا پتہ تھا کہ آپ پوسٹر میں سے کوئی خاص پیرا گراف نقل کر رہے ہیں۔ اس طرح میں آپ دونوں کو علی الترتیب ایک ماہ اور دس دن کی قید محض کا حکم دیتا ہوں تا کہ مذہبی معاملے میں ہائی کورٹ کو ملوث نہ کیا جا سکے۔

(نوائے وقت ۱۱ر فروری ۱۹۵۳ء)

اینگلو ایرانی کمپنی کا افسر روم پہنچ گیا

روم ۱۱ر فروری۔ اینگلو ایرانی تیل کمپنی کا ایک افسر اطالوی جہاز "میریلا" کے ایران سے ۲۰۰۰ ٹن تیل لے کر آنے کا انتظار کرنے کی غرض سے یہاں پہنچ گیا ہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کمپنی نے روم کے ایک شہرہ آفاق وکیل کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ اور اعلان کیا ہے کہ ایرانی تیل کے سلسلے میں کمپنی اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی۔ قانونی ماہرین کی رائے ہے کہ "میریلا" کا مقدمہ اس قدر پیچیدہ ہوگا کہ سالہا سال تک جاری رہ سکتا ہے۔ (اسٹار)

پاکستانی روئی کی منڈی میں لنکا شائر کی آمد

لندن ۱۱ر فروری۔ لنکا شائر کے تاجروں نے کافی عرصہ کی غیر حاضری کے بعد اس ہفتے لورپول کے لئے پاکستانی روئی کی ۲۵۰۰ گانٹھیں خریدی ہیں۔ مقامی تجارتی حلقے اس اقدام کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ اور توقع کی جا رہی ہے کہ مزید پاکستانی روئی بھی خریدی جائیگی محسوس کیا جا رہا ہے کہ اگر برطانیہ نے زیادہ مقدار میں روئی حاصل کی تو دونوں ملکوں کے درمیان باہمی تجارت کے امکانات بڑھ جائیں گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ پاکستان کو سوت کی ضرورت ہے۔ اور اس امر کا امکان بھی ہے کہ جلد ہی پاکستان میں لنکا شائر کا تیار کردہ کپڑا زیادہ مقدار میں فروخت ہونے لگے۔ ۱۹۵۲ء کے دوران میں لنکا شائر نے پاکستان سے کل ۸۵۰۰ گانٹھیں روئی منگوائی ۱۹۵۱ء میں ۱۲۰۰۰۰ گانٹھیں یہ مال آیا تھا۔ خام کپاس کے کمیشن نے کسٹاز مقدار میں مال خریدا ہے۔ کیونکہ دیگر ذرائع سے ہر قسم کی روئی کافی حاصل کر لی گئی ہے

گذشتہ سال لنکا شائر نے پاکستان سے ۲۰۰۰۰۰ پونڈ کی مالیت کا ۲۰۰۰۰۰۰ مربع گز کپڑا منگوایا مگر سوت کی درآمد ۳۰۰۰۰۰۰ پونڈ وزن سے نہ بڑھ سکی۔ (اسٹار)

لیڈر (بقیہ صفحہ ...)

کا ایکٹ نافذ ہے اور اس ایکٹ کے رو سے حکومت کو اختیار ہے کہ وہ ضرورت پر نئے سیفٹی قواعد بنائے۔ چنانچہ پاکستان حکومت نے سیفٹی ایکٹ بنایا ہوا ہے۔ از روئے عدل و انصاف یا انسانی بنیادی حقوق کے پیش نظر خواہ یہ ایکٹ کتنا بھی ظالمانہ اور غلط کیوں نہ ہو۔ مگر یہ رائج الوقت قانون ہے جب تک ہم اس کو آئینی طریقوں سے بدلوا نہ لیں اس کی پابندی لازمی ہے اور اس وقت تک اس کے خلاف کسی قسم کی شورش اندروئے اسلام "فتنہ" کی تعریف میں آتی ہے۔

لطف یہ ہے کہ احراری اور مودودی ۳۳ علماء نے جو بنیادی اصولوں کی سفارشات میں ترامیم گھڑی ہیں ان میں بھی ملکی مصالح کے پیش نظر پندرہ دن تک ایسی حراست جائز قرار دی گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ پندرہ دن کی بلا فیصلہ عدالت حراست انفرادی آزادی پر پابندی نہیں ہے؟ اور اگر یہ قانون بن جائے تو کیا اس کے خلاف شورش "فتنہ" ہوگا یا نہیں؟ اسی طرح خود سیفٹی ایکٹ انفرادی آزادی پر ناجائز پابندی ہے اور خواہ ہمارے خیال میں وہ کتنا ہی ظلم اور عدل و انصاف کے منافی ہے مگر چونکہ وہ رائج الوقت قانون ہے۔ اس کے بر خلاف دھمکی آمیز شورش "فتنہ" ہے۔

صحیح طریق یہ ہے کہ ہم اس کو بدلوانے کے لئے آئینی جدوجہد کریں۔ مگر ہمارا یہ حق نہیں ہے کہ ہم حکومت کو دھمکیاں دے کر یہ مطالبہ کریں کہ حکومت اپنے اس اختیار کو استعمال نہ کرے جو رائج الوقت قانون نے اس کو دے رکھا ہے اور اس کی بجائے ہماری مرضی کے مطابق ہی ضرور عمل کرے۔ یعنی یہ کہ کسی ماخوذ پر ضرور کھلی عدالت میں مقدمہ چلائے۔

اب ایک دوسرے پہلو سے سوچئے۔ ایک بات صریحاً عدل و انصاف کے خلاف ہی نہیں بلکہ ظلم ہے۔ انسانی انفرادی آزادی کی توہین ہے۔ کوئی حکومت ایسی بات کو قانون بنا لیتی ہے اور اس آئین کے پردہ میں معصوموں پر ظلم کرنے لگتی ہے۔ جب ہم اس کے خلاف آئینی جدوجہد کرتے ہیں اور اس کو برا فعل کہتے ہیں تو حکومت کہتی ہے ہم کھلی عدالت میں قانون کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ کیا حکومت کے اس کہنے سے ظلم کی نوعیت بدل جائے گی؟ ظلم تو ظلم ہی ہے خواہ وہ ظلم آئین کے پردے میں کیا جائے۔

اگر کسی شخص کو کھلی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر حراست میں رکھنا ظلم ہے اور انسان کی انفرادی آزادی کے منافی ہے تو ہم اس کو ظلم ہی کہیں گے۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ اگر حکومت یہ ظلم کسی خود ساختہ آئین کے پردے میں کر رہی ہے تو بجائے اس کے کہ ہم "فتنہ" اٹھائیں آئینی طریقوں سے ایسے قانون کو بدلوانے کی جدوجہد کی جائے۔

ہم نے عرض کیا تھا کہ "قتل مرتد" جو نہایت ہی ظالمانہ مسئلہ ہے اور اسلام کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مودودی جیسے چالاکی سے ایسا قانون بنوانا چاہتے ہیں جس سے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والوں کو مرتد قرار دے کر قتل کیا جا سکے گا۔ اگر خدانخواستہ پاکستان میں ایسا قانون بن جائے تو خواہ اس قانون کے مطابق کھلی عدالت میں مقدمہ چلا کر ہی ایسا کیا جائے یہ خلاف اسلام۔ خلاف انصاف اور خلاف انسانیت ہوگا۔ محض اس لئے کہ ظلم عدالت میں مقدمہ چلا کر کیا گیا ہے۔ اس سے ظلم کی نوعیت نہیں بدل جائے گی۔

اب جو لوگ خود پاکستان میں ایسا ظالمانہ قانون بنوانے کے درپے ہیں ایسے مسخ شدہ فطرت والے لوگوں کا کیا حق ہے کہ وہ سیفٹی قانون کے خلاف احتجاج کریں۔ خواہ وہ کتنا ہی ظالمانہ کیوں نہ ہو جس میں حکومت کو از روئے قانون رائج الوقت یہ اختیار دیا گیا ہے کہ کھلی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر ایک خاص میعاد تک کسی کو زیر حراست رکھ سکتی ہے خاص کر جبکہ خود معترضین بھی پندرہ دن تک ایسی حراست کو جائز قرار دیتے ہیں۔ دونوں میں صرف میعاد کا فرق ہے۔

ہم مانتے ہیں کہ کھلی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر کسی کو ایک منٹ کے لئے بھی زیر حراست رکھنا ظلم ہے۔ لیکن "قتل مرتد" کے خود ساختہ مسئلہ کی آڑ میں کسی معصوم کی جان لینا خواہ کھلی عدالت میں مقدمہ چلا کر ہی ایسا کیا جائے ایسی ہزار سالہ حراست کے ظلم سے بھی کروڑوں گنا بڑھ کر ظلم ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں ظلموں میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ مودودی صاحب تو سال دو سال کی ظالمانہ حراست کے بعد موٹے تازے اور پہلے سے بھی زیادہ لال سرخ ہو کر اپنے عزیزوں سے آ کر مل سکتے ہیں۔ لیکن جس بیچارے کی ہمیشہ کیلئے زندگی ختم ہو جائے اس کی تلافی دس کروڑ حکومتیں بھی نہیں کر سکتیں۔

ہمیں توقع نہیں کہ مودودی جیسے اسی سیدھی سی بات کو سمجھ سکیں۔ کیونکہ جو لوگ ایسے شخص کو ظالم دل ہی نہیں سمجھتے بلکہ اس کی گمراہی کا یہ عمل ہوا اپنی گردنوں میں محسوس تک نہیں کر سکتے۔ جو قرآن کریم کی صاف و سادہ تعلیم کہ انبیاء علیہم السلام مبشرین ہوتے ہیں کے باوجود یہ من گھڑت اصول پیش کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ کی جماعت نعوذ باللہ

واعظین اور مبشرین کی جماعت نہیں
بلکہ خدائی فوجداروں کی جماعت ہے
جو تلوار کے زور سے حکومتوں کو مسلمان
بناتی ہے۔

ان سے کوئی توقع کہ ما پیرے درجہ کی غلطی نہیں تو اور کیا ہے؟ ایمانداراً انسانی! حیوانیت دارانہ دربیت!

نوٹ:۔ اگر لائلپور کی مودودیہ جماعت کے ناظم جناب احمد خانصاحب دل سے چاہتے ہیں کہ عقل کی بات سمجھ لیں تو انہیں چاہیئے کہ مندرجہ بالا عبارت کو کم از کم پندرہ دن تک تین مرتبہ روزانہ صبح کی نماز کے بعد پڑھا کریں۔